[illegible]

نمبر (۳۰) — مطبوعہ ۲۴ جولائی ۱۸۹۶ء روز جمعہ — جلد (۲۳)

ایڈیٹوریل نوٹس

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نورافشاں

پادری ای۔ ایم۔ وہیری صاحب ایم۔ اے۔ ایڈیٹر
پادری جی۔ ایل۔ ٹھاکر داس صاحب۔ پادری [illegible] صاحب۔ اسسٹنٹ
مسٹر [illegible] بیلارام [illegible] پادری [illegible] ایڈیٹرز

مکاتبات دلچسپ

کشف الحقائق نمبر ۵ جلد ۲ میں دو خط نظر آتے ہیں ایک مسٹر اکبر مسیح کی طرف سے اور دوسرا کسی مولوی ابو سعید محمد حسین کی طرف سے ہے ہم اس وقت ان مکاتبات دلچسپ کو [illegible] کشف الحقائق کے اڈیٹر ان کو مکاتبات دلچسپ ہی لکھتے ہیں [illegible] ہیں۔ مسٹر اکبر مسیح اس جگہ پکڑے ہیں جس پر ہر شخص کو جو انجیل کو کلام الہی مانتا ہے کھڑا ہونا چاہئے اور وہ مولوی صاحب کے سامنے وہی دعوی پیش کرتے ہیں جو انجیل کے بیانوں اور عبارتوں سے بخوبی مترشح ہے۔ مگر وہ اس اصل بنیاد کو جس پر ان کے دعوے کی عمارت کھڑی ہو سکتی ہے چھوڑ دیتے ہیں اور مولوی صاحب اپنی باریک بین نظر سے ان کی کمزوری کو دیکھکر ایسا پہلو بچاتے ہیں کہ ہمارے بلکہ ہر منصف مزاج شخص کی دانست میں [illegible] کا جواب کر دیتے ہیں۔ اور ان کے دعوے کی عمارت کو ڈھا دیتے ہیں۔

ہمارے ناظرین اس بات کے مطلب سے اس وقت خوب واقف ہو جاویں گے جب ہم انہیں ان دلچسپ خطوط میں سے چند باتیں اقتباس کر کے دکھائیں گے۔ محمدی نبیوں کو معصوم سمجھتے ہیں اور محمد صاحب کو سب نبیوں کے سردار اور سب سے بڑھ کر اعلیٰ اور افضل تصور کرتے ہیں۔ مسٹر اکبر مسیح مولوی محمد حسین صاحب کو دکھلانا چاہتے ہیں کہ خداوند مسیح ہی ایک نبی معصوم ہوا اور کہ محمد صاحب مسیح عیسیٰ کے مقابل میں ہرگز ایک ادنیٰ نبی ہیں چنانچہ وہ یوں فرماتے ہیں میں ثابت کرنے چلا ہوں کہ محمد صاحب بقول خود مسیح عیسیٰ کے مقابل ایک ادنیٰ نبی ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں پس مسیح سے مطلق مشابہ نہیں ہیں [illegible] نہیں ہیں ۔۔۔ چونکہ ان پانچ امور پر علیحدہ علیحدہ بحث ہوگی پس اس کا آغاز میں مسئلہ عصمت انبیاء سے کرنا چاہتا ہوں اور میرا بیان یہ ہے کہ مسیح معصوم محض تھے ان سے کوئی خطا سرزد نہ ہوئی نہ وہ کسی ذنب کے مرتکب ہوئے نہ کوئی [illegible] ہر ایک لغزش سے وہ پاک تھے۔ برخلاف اس کے محمد صاحب حسب تعلیم قرآن مجید معصوم نہ تھے ان سے ذنوب کا سرزد ہونا ثابت ہے اور [illegible] کے ساتھ ہی [illegible] گو [illegible] ان کے اعمال میں اور خود [illegible] تیز [illegible] اور عاقبت [illegible] کا مصداق [illegible] ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپ مجھ سے بحث کرتے وقت [illegible] بات کا خیال رکھیں کہ باوجود اس اختلاف کے جو [illegible] بہت بڑا [illegible] آپ کو واجب ہے کہ ہمارے آپکے درمیان [illegible] کا ارشاد ہے تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ۔

مولوی صاحب اس بحث کے بڑے الفاظ کو [illegible] کے اظہار [illegible] سے اور [illegible] جواب دیتے ہیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ ان معنی کے مطابق کوئی نبی معصوم نہیں ہے بجز مسیح نہ خدا کا اور یہ کہ عصمت بمعنی مذکور خاصہ خدا تعالیٰ ہے اور جس شخص میں اس قسم کی عصمت ہو وہ خدا ہونے کا مستحق ہے نہ انسان یا نبی یا ملک۔

اس میں شک نہیں کہ جس طرح آسمان پر ستارے چمکتے ہیں مگر کوئی [illegible] کے ان کے نور اور روشنی کا [illegible] نہیں [illegible] اسی طرح [illegible] خداوند مسیح عیسیٰ کی عصمت کا [illegible] ہے [illegible] معصوم [illegible] اور [illegible] قرآن میں بھی [illegible] کی عصمت پر ایسا حملہ کیا ہے کہ اگر کوئی نبی معصوم ہوتا تو خدا کا مسیح ناصری ہی ہوتا کیونکہ اور سب نبی بشمول محمد صاحب اپنے دامن کو گناہ سے آلودہ کئے کھڑے ہیں۔ کوئی نہ کوئی بات کوئی نہ کوئی عبارت ان کو اس صورت میں ظاہر کر دیتی ہے۔ صرف مسیح ابن مریم قرآن میں ایک ایسا نبی دکھائی دیتا ہے جس کی نسبت ارتکاب ذنوب کا اظہار نہ لفظوں میں نہ معنوں میں کسی طرح نہیں ہوتا۔ دو چار جگہ جہاں کہیں قرآن میں مسیح کا ذکر آیا ہے وہاں صاف معلوم ہوتا ہے کہ قلم گو انسان کے ہاتھ میں تھا اور وہ انسان بھی ایسا جو عربی نبی کو زور دہ آسمان تک پہنچانا چاہتا تھا مگر اس قلم کو حرکت دینے والا اس قلم سے حروف لکھنے والا کوئی غائب اور پوشیدہ ہاتھ تھا جس نے اس مخالف کتاب میں بھی روح اللہ کی فضیلت ظاہر کی اور اس کی شان میں وہ لکھوایا جو درست اور صحیح تھا جس کا وہ مستحق تھا۔ گو محمدی تاویلیں اور تفسیریں کسی طرح کریں مگر ایسی تاویلیں اور تفسیریں اس حقیقت کو کچھ جنبش نہیں پہنچا سکتیں اور ہم اپنے بھائی اکبر مسیح کے ساتھ متفق ہو کر کہتے ہیں کہ انجیل اور قرآن دونوں آپ مسیح عیسیٰ کو معصوم محض ظاہر کرتے ہیں۔

گرہم یہ کہنے پر بھی مجبور ہیں کہ انصاف اور منطق دونوں متفق ہیں کہ عصمت [illegible] اور صرف مسٹر اکبر مسیح اگر کسی شخص پر عاید ہو سکتی ہو تو صرف اسی شخص پر عاید ہو سکتی ہو جو صفت [illegible] نہیں ہے۔ صرف انسان ایسی عصمت نہیں رکھ سکتا۔ مولوی ابو سعید محمد حسین کی [illegible] انصاف بہت [illegible] معلوم ہوتا ہے یعنی کو انسان محض تصور کر کے ایسی عصمت اس کی طرف منسوب کرنا گویا ایک دوسرا خدا بنانا ہے جو [illegible] کے سراسر خلاف ہے۔ خدا انسان نہ نبی نہ ملک ایسی عصمت رکھتا [illegible] بقول مولوی محمد حسین یہ عصمت خاصہ خدا تعالیٰ ہے ہم یہ [illegible] ہیں کہ مسٹر اکبر مسیح اس کا جواب مولوی صاحب کو [illegible] کچھ [illegible] دیں گے۔ وہ شاید عصمت کے مراتب اور درجے قائم کریں گے۔ خدا کی عصمت کو نمبر اول اور مسیح کی عصمت کو نمبر دوم



دیکر یہ سوال کریں گے کہ مسیح کی عصمت کو خدا کی عصمت کے برابر ہونا کوئی ضروری امر نہیں۔ وہ اپنے دائرہ میں کامل ہو اور خدا کی عصمت اپنے دائرہ میں۔ پر مولوی صاحب بھی غالب یہ سوال کرینگے کہ جو تعریف عصمت کی آپنے کی ہو اس میں کیا کچھ جوڑ توڑ ہوگا تاکہ وہ پھر خدا کی عصمت کی بھی تعریف ہو سکے۔ اس عصمت مسیح۔ اور آپکی ذہنی عصمت خدا میں کونسی جدا عمل ہو کیا فرق ہو؟ خدا کی عصمت میں کیا زیادہ ہو جو ایسی عصمت میں جو تم مسیح کی طرف منسوب کرتے ہو نہیں پایا جاتا۔ کیا تم کسی مخلوق کی نسبت کہہ سکتے ہو کہ اس میں ایسی درجہ تک عصمت ہو جس درجہ تک خدا میں ہو؟ انسان میں یا نبی میں یا ملک میں؟ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ عصمت جس درجہ تک پھیل سکتی ہو۔ جس نہایت تک جا سکتی ہو جس وسعت میں سما سکتی ہو۔ جن بلندیوں تک اڑ سکتی ہو تمام و کمال ایسی مسیح او جید کے ساتھ انجیل میں مسیح کے حق میں بیان ہوئی ہو کہ پھر آگے اس کے قدم دھرنے کو کوئی جگہ نظر نہیں آتی۔ ہاں جس طرح کی عصمت مسیح کی بتائی جاتی ہو وہ انسانی حالوں سے اپنے ہوسلے مراتب اور مدارج کی قیود سے بلند اور بالا ہو وہ ان الٰہی صفات میں شامل ہو جن میں سے ہر ایک کی صفت لامحدود ہو۔ اس عصمت کو دیکھکر ملائک بھی تحیر ہیں۔ اور فرشتے جو اسکی تعریف اور ثنا کی تمیز اس کے پاؤں پر رکھتے ہیں۔ شعاعیں اس کے جسم عنصری میں سے اس کی عصمت کی جھلک کو دیکھکر شرمندہ ہو جاتے اور بے ساختہ چلا اٹھتے ہیں۔ خدا کا قدوس ہے وہ اس کے حسن تقدس کے جلوہ کی تاب نہ لا کر اپنے چہروں کو چھپاتے اور بار بار یہ کہتے ہیں

"قدوس قدوس قدوس رب الافواج"

اس قدسیت اس پاکیزگی اس عصمت کو دیکھکر کون شخص ملزم ہو یہ نہ کہے کہ یسوع آدم اور تمام مخلوقات میں کیونکہ اکیلا اکیلا یسوع ہو جو نبی معصوم ہو کہ اس کے مقابل ضمیر اور منطق اور دینی تجربہ سب بالاتفاق یہ شہادت دیتے ہیں کہ خاص کر صرف خداوند کہ انسان اس عصمت سے موصوف ہو اور ہو سکتا ہے اور

انجیل اس مشکل کو بھی خوبصورتی سے حل کرتی ہو جب وہ یہ ظاہر کرتی ہو کہ اس عصمت پر مالک ایک آدمی شخص تھا جس نے اور انسان تہر میں صورت اختیار کر کے نمونہ ظاہر کر دیا کہ اگر خدا دنیا میں آدمی کی صورت میں آکر رہے تو وہ ایسا ہی ہوگا جیسا مسیح ظاہر ہی رہا۔ یہ تیرے لئے نمونہ ہو انسانی شکل میں اوقات بسری کرنیکا اسی طرز ہی ہو اور تو اس طرز پر چلنے کی کوشش کر اور نہ خدا ایسی عصمت بعض انسان کو دے سکتا ہو۔ کیونکہ اگر دائرہ انسانیت ایعنی بعض انسانیت کے دائرہ میں یہ ممکن تھا کہ خدا ایک بعض انسان کو ایسی عصمت دے جو فرشتوں سے بھی افضل ہو اور اگر مسیح صاحب مسیح کی عصمت کو ایسا ہی مانتے ہیں۔ تو کیوں اس نے اس بخشش کو ایک ہی انسان پر محدود رکھا۔ اس کا انصاف اور اس کی فیاضی بھی داغ نہ ہوئی۔ جبکہ انسان انسانی برکتوں میں ایسی شرائط رکھتے ہیں کہ کوئی ایک بات بھی خاطر میں دکھا سکتا جو خدا نے ایک شخص واحد کو دی ہو اور جمیع نوع انسان کو اس سے محروم رکھا ہو۔ سو جو وہ انتظام سے یہ نظر آتا ہو کہ جو بات خواہ وہ کیسی ہی عجیب و غریب کیوں نہ ہو ایک آدمی کے حیطہ قدرت میں ہو وہ کسی نہ دوسرے کے حاظ اختیار میں بھی ہو۔ اور جیسے وسایل ایک کو دستیاب ہوئے اگر اسی طرح کے وسایل دوسرے کو بھی نصیب ہو جائیں تو دونوں ایک ہی قسم کے نتایج پیدا کرینگے ہیں۔ اور ایسا ہونا بھی ہو۔ مگر یہ انتظام کہ صرف ایک کو ہم خاص خاص برکتیں عطا کی جائیں اور باقی ساری نوع ان سے محروم ہے نہ خدا کا انصاف اور نہ اس کی وہ فیاضی ظاہر کرتا ہو جیسی خدا کی ذات سے صادر ہوئی چاہئے۔ اس کے جواب میں یہ کہینگے اس پر تو جیسے اور بہت سی باتیں پائی جاتی ہیں جن سے خدا کا انصاف ظاہر نہیں ہوتا کافی دلیل نہیں کیونکہ ہم تو ایک عالم کے متوقع ہیں جہاں ہماری ساری کجیاں پوری کی جائینگی ظالم اور مظلوم اپنا اپنا بدلا پائینگے ملاقی الفات ظاہر ہو جائیگی۔ مگر یہ وقت ہے جو ہمیشہ

تعلیم سے خدا کی فیاضی اور انصاف پر برا ہوئی ہو تو وہاں بھی حل نہ ہوگی کیونکہ پھر بھی اور کامل میں ہم اس کے مساوی ہرگز ہرگز نہ ہونگے۔ البتہ ہم وہاں اس کی مانند ہونگے مگر یہ مشابہت تمثیل کی ہوگی نہ کہ درجہ کی۔ وہ بے مثل اور بے نظیر ہو اور ایسا ہی رہیگا پر اگر ہم اس کو خدا مان لیں تو یہ ساری دقتیں رفع ہو جائینگی اور ہم میں سے ہر ایک مولوی محمد حسین اور ان کے بھائیوں کو کہہ سکیگا بے شک یہ عصمت خاصہ خدا تعالیٰ ہو اور اسی واسطے ہم کہتے ہیں کہ ایسی عصمت مسیح میں پائی جاتی ہو کیونکہ وہ خدائے تعالیٰ ہے "وہ اندیکھے خدا کی صورت ہو۔ وہ ساری خلقت کا پہلوٹھا ہو اور اسی سے ساری چیزیں جو آسمان کے اور پر ہیں دیکھی اور اندیکھی کیا تخت اور حکومتیں کیا ریاستیں اور مختاریاں پیدا کی گئیں۔ ساری چیزیں اس سے اور اس کے لئے پیدا ہوئیں۔ وہ سب سے آگے ہو اور ساری چیزیں اسی سے بحال رہتی ہیں"۔ پیارے ناظرین ہم اس مسیح کو صرف "وہ اندیکھے خدا کی صورت ہو اور وہ خلقت کا پہلوٹھا ہو" کے زور پر خدا نہیں کہتے گو یہ الفاظ بہت وضاحت ہمارے دعوے کی تائید کرتے ہیں۔ پر اگر ہم صرف انہیں پر تکیہ کرتے تو شاید ہمارا دعوے کسیقدر سبب او کمزور رہتا مگر باقی عبارت ایسے وضاحت اس "اندیکھے خدا کی صورت اور خلقت کے پہلوٹھے" کے ظاہر کرتی ہو کہ اس کی خدائیت اور الوہیت میں کچھ شک و شبہ نہیں رہتا۔ ساری چیزیں جو آسمان اور زمین پر ہیں اس سے پیدا کی گئیں اس سے اور اسکے لئے پیدا ہوئیں۔ وہ خالق ہو اور اپنی خلقت کی غایت خود آپ ہی۔ اگر مسیح انسان ہے تو مسیح انسان کے لئے ساری چیزیں اور کل کائنات پیدا ہوئیں۔ تو خدا کدھر گیا؟ وہ سب سے آگے ہو کوئی ایسی قید نہیں لگائی جاتی کہ وہ کسی سے پیچھے بھی ہو۔ اور نہ ازلی حدبندی کیجاتی ہو کہ فلاں وقت سے یہ آگے شروع ہوتا ہو۔ ساری چیزیں اسی سے بحال رہتی ہیں۔ وہ خود مطلق اپنی قدرت سے سنبھالتا ہے۔ وہ آج پرسوں ذٰلک کا خدا ہی سب

مراسلات

بقیہ

کیا قرآن میں کتب مقدسہ بائبل کی تحریف کا دعویٰ ہے؟

۲- بقرہ رکوع ۵ - آیت ۴۲ میں ہے وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ -

ترجمہ - اور مت ملاؤ صحیح میں غلط اور یہ کہ چھپاؤ سچ کو جان کر -

امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں -

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ - بسبب الشبہات التی توردونہا علی السامعین وذلک لان النصوص الواردۃ فی التوراۃ والانجیل فی امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانت نصوصًا خفیۃ تحتاج فی معرفتہا الی الاستدلال ثم انہم کانوا یجادلون فیہا ویشوشون وجہ الدلالۃ علی المتأملین فیہا بسبب القاء الشبہات وھذا ھو المراد بقولہ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ -

ترجمہ - اور مت ملاؤ صحیح میں غلط بسبب اُن شبہوں کے جو سننے والوں پر ڈالتے ہو اور یہ بات اس سبب سے تھی کہ توریت و انجیل میں جو آیتیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں آئی ہیں وہ آیات خفیہ ہیں اُن کے جاننے میں استدلال کی طرف حاجت ہوتی ہے - پھر وہ لوگ اُن میں جھگڑا کرتے تھے اور مشوش کر دیتے تھے دلیلوں کو سوچنے والوں پر بسبب ڈالنے شبہوں کے - اور یہی مراد اللہ تعالیٰ کے قول کی ہے کہ مت ملاؤ صحیح میں غلط -

پس امام فخرالدین صاحب رازی کے بیان سے ثابت ہو کہ اس آیت میں جو یہودیوں کو صحیح میں غلط ملانے کا الزام دیا گیا تھا - وہ صرف غلط دلیل بیان کرنے کا تھا کہ جس سے مشوش کر دیتے تھے دلیلوں کو سوچنے والوں پر بسبب ڈالنے شبہوں کے - نہ یہ کہ وہ لکھی ہوئی کتب آسمانی میں کچھ ملا دیتے تھے کیونکہ کتب سماوی میں ملانا تو یہود و مدینہ کے اختیار سے باہر تھا اس لئے کہ اُن کی پاک کتابیں نہ انہیں کے پاس تھیں بلکہ عیسائیوں کے پاس بھی تھیں اور وہ انہیں پڑھا بھی کرتے تھے - مقامہ حق جلد ۱ صفحہ ۷۲ - ۷۳ - ۷۴ و صفحہ ۹۴ - پس ظاہر ہو کہ قرآن کتب مقدسہ کی تحریف کا دعویٰ نہیں کرتا مگر صرف تاویلات باطلہ کا جیسا کہ آج کل خود محمدی بھی بوقت مباحثہ آیات قرآنی کی کیا کرتے ہیں -

۳- بقرہ ۹ رکوع ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ - أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ - وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ - أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ -

ترجمہ - اب کیا تم مسلمان توقع رکھتے ہو کہ وہ مانیں تمہاری بات اور ایک لوگ تھے اُن میں کہ سنتے تھے کلام اللہ کا پھر اُس کو بدل ڈالتے بوجھ کر اور اُن کو معلوم ہے - اور جب ملتے ہیں مسلمانوں سے کہتے ہیں ہم مسلمان ہوئے اور جب اکیلے ہوتے ہیں ایک دوسرے پاس کہتے ہیں تم کیوں کہہ دیتے ہو اُن سے جو کھولا ہے اللہ نے تم پر کہ جھٹلاویں تم کو اُس سے تمہارے رب کے آگے کیا تم کو عقل نہیں - کیا اتنا بھی نہیں جانتے کہ اللہ کو معلوم ہے جو چھپاتے ہیں اور جو کھولتے ہیں -

آیت ۷۵ میں جو ہے کہ سنتے تھے کلام اللہ پھر اُس کو بدل ڈالتے - تو اس سے ظاہر ہو کہ یہ الزام یہود و مدینہ کو تحریف زبانی کا ہے - نہ یہ کہ وہ کتاب کی لکھی ہوئی عبارت کو بدل ڈالتے تھے -

چنانچہ تفسیر بیضاوی میں ہے -

يسمعون كلام اللہ يعنى التوراۃ - ترجمہ - سنتے ہیں کلام اللہ کا یعنے توریت - ثم يحرفونه كنعت محمد وآيۃ الرجم او تاويله فيفسرونه بما يشتهون - ترجمہ - اور پھر اُسے بدل ڈالتے ہیں مثلاً بیان محمد کا اور سنگسار کرنے کی آیت یا اُس کی تاویل جیسا اُن کا دل چاہتا ہو اُس کی تفسیر کر دیتے ہیں -

یہاں بیضاوی کے بیان سے بھی ظاہر ہو کہ جو کچھ یہود و مدینہ محمد صاحب کی تعریف یا سنگسار کرنے کی آیت کی بابت سنتے تھے اُس کی تفسیر یا تاویل جیسا کہ اُن کا دل چاہتا تھا کر لیتے تھے - نہ یہ کہ وہ اپنی لکھی ہوئی کتابوں میں تحریف کرتے تھے کیونکہ ایسا کرنا تو یہود و مدینہ کی دست قدرت سے باہر و بالکل نا ممکن تھا -

تفسیر حسینی میں ہے -

أَفَتَطْمَعُونَ - آیا طمع دربستہ اید ای مومنان أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ - آنکہ تصدیق کنند و استوار دارند جہودان - لَكُمْ - مر شمارا در آنچہ میگوئید از نعت پیغمبر و حقیقت دین اسلام وَقَدْ كَانَ - وحال آنکہ بود - فَرِيقٌ مِنْهُمْ - گروہے از اسلاف ایشان کہ بہ اسلاف - يَسْمَعُونَ - می شنیدند کلام اللہ سخن خدائے را در کوہ طور - ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ - پس تحریف کردند آں سخن را - مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ - پس از آنکہ دانستہ بودند و دریافتہ و چوں بسیار قوم در آمدند گفتند ما سخن حق را خود نمی شنیدیم و لیکن در آخر گفت کہ آنچہ فرمودیم اگر توانید بکنید و اگر نہ توانید باشید بر شما آں بکنید و باک مدارید - وَهُمْ يَعْلَمُونَ - و ایشاں میدانند کہ افترا می نمایند - ودر باب آں گروہ کہ در عہد حضرت رسالت پناہ فرمودہ جہودان

بعد ازیں در مدینہ بیان کند آمدن ایشاں بمدینہ فتنہ شد بر ایشاں بعضے از منافقان جہود اول از بہ مدینہ در سے آمدند کہ ما مسلمانیم ہمچوں شما و اخوردند بازگشتہ بیاران خود سے پیوستند کما قال اللہ تعالیٰ۔ وَإِذَا لَقُوا۔ وچوں ملاقات کنند یہود الَّذِينَ آمَنُوا۔ آنانکہ ایمان آوردہ اند از اصحاب رسول قَالُوا آمَنَّا گویند ما نیز گرویدہ ایم وَإِذَا خَلَا۔ وچوں خلوت کنند بَعْضُهُمْ بعضے از اصاغر ایشاں إِلَىٰ بَعْضٍ۔ بسوئے از اکابر ایشاں چوں کعب بن اشرف۔ وحی بن اخطب۔ قَالُوا۔ گویند اکابر ایشاں را کہ أَتُحَدِّثُونَهُمْ۔ آیا شما حدیث میکنید وخبر میدہید اصحاب محمد را بِمَا فَتَحَ اللَّهُ۔ بدانچہ کشادہ است خدائے او بر دانش شما عَلَيْكُمْ۔ بر شما وکتاب شما۔ و آں آنست کہ بعضے از یہود مدینہ در اول نزول آنحضرت اصحاب را از نعت وصفت وے کہ در توریت مذکور بود خبر دادند و رؤسائے ایشاں ازاں آگاہی یافتہ بخبر دہندگان را زباں بسرزنش نمودند کہ شما ایشاں را از صفت محمد خبر میدہید۔ لِيُحَاجُّوكُم بِهِ۔ تا ایشاں حجت کنند و حجت گیرند بآنچہ دانستہ باشند عِندَ رَبِّكُمْ۔ نزد پروردگار شما در روز قیامت وگویند شما حق را دانستید و متابعت نکردید أَفَلَا تَعْقِلُونَ۔ آیا خرد نمی یابید ایں قدر اگر سر اخود را بخصم در میان نباید نہاد۔ أَوَلَا يَعْلَمُونَ۔ آیا نمیدانند جہودان کہ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ۔ بتحقیق خدائے میداند مَا يُسِرُّونَ آنچہ پنہاں میدارند از عداوت رسول و اصحاب او۔ وَمَا يُعْلِنُونَ آنچہ آشکارا میکنند از دوستی پیغمبر و صحابہ بنفاق میں ہر گاہ کہ حق سبحانہ تعالیٰ داناے آشکارا و نہانست باید کہ ظاہر خود را بغیر از خیر آراستہ سازد و باطن خود را از عیوب ناپاک پاک کند

پس تفسیر حسینی کے بیان سے بھی ظاہر ہے کہ چند یہودیوں نے صرف جتا کو وہ ظاہر ہونے دیا کہ جس وقت موسیٰ ان کا نبی ان میں زندہ موجود تھا اور ہنوز توریت کو لکھ رہا تھا زبانی ہم کہدیتا تھا کہ اگر عمل کرسکو تو کرو ورنہ کرو۔ نہ یہ کہ اپنی کتاب میں سے جس کو ہنوز موسیٰ لکھ بھی نہ چکا تھا کچھ نکال ڈالا یا بدل دیا تھا جیسا کہ ان سطور مذکورہ بالا سے کہ جن پر خط کھینچا گیا ہے ظاہر ہے۔ خیر اگرچہ بعد مشکل یہ بیان محمدی مفسرین کا صحیح بھی مانا جاوے تو بھی تحریف لفظی کتب سماوی سے اسے کچھ تعلق نہیں کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ اُس وقت کہ وہ طور پر سے چند یہودی سنتے کچھ تھے اور بیان مبالغہ کے ساتھ کچھ اور کردیتے تھے۔ اور توریت جو موسیٰ کے ہاتھ میں تھی اور ہنوز وہ اُس کو لکھ رہا تھا محفوظ تھی۔ اُس کی تحریف کی نسبت قرآن دعویدار نہیں ہے۔ اور پھر پوشیدہ کرنا خبر محمد کا الزام کعب بن اشرف وحی بن اخطب ساکنان مدینہ کو دیا گیا ہے نہ کہ تمام جہان کے یہودیوں کو۔ اور اگر ان دو شخصوں پر ایسا الزام ثابت بھی ہو سکے کہ وہ دیگر یہود ساکن مدینہ کو یہ کہتے ہوں کہ محمد کی خبر کی بابت اُس کے صحابیوں کو نہ کہا کرو تو بھی اس کو تحریف لفظی کتب مقدسہ سے کچھ علاقہ نہیں ہے جیسا کہ آیت رجم کے پوشیدہ کرنے کے مقدمہ سے ظاہر ہو۔ وہو ہذا۔

چنانچہ آیت رجم کے پوشیدہ کرنے کے مقدمہ کی بابت مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۲۰۰ پر یوں لکھا ہے۔

ترجمہ۔ روایت ہے عبد اللہ بن عمر سے یہ کہ یہود آئے تھے طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ذکر کیا انہوں نے روبرو حضرت کے یہ کہ ایک مرد نے اُن میں سے اور ایک عورت نے زنا کیا۔ پس فرمایا اُن کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ کہ کیا پاتے ہو تم توریت میں بیچ مقدمہ رجم کے۔ کہا یہودیوں نے فضیحت کرتے ہیں ہم زنا کرنیوالوں کو اور دُرے مارے جاتے ہیں وہ۔ کہا عبد اللہ بن سلام نے جھوٹ بولے ہو تم تحقیق توریت میں بھی رجم ہے پس لاؤ توریت پس کھولا اُس کو اور رکھ دیا ایک نے اُن میں سے ہاتھ اپنا رجم کی آیت پر۔ پس پڑھا جو اُس کے پہلے سے اور اُس کے پیچھے سے۔ پس کہا عبد اللہ بن سلام نے اُٹھا ہاتھ اپنا۔ پھر اُٹھایا ہاتھ۔ پس ناگہاں اُس میں تھی آیت رجم کی۔ پس کہا یہودیوں نے۔ کہ سچ کہا عبد اللہ نے اے محمد اس میں ہے آیت رجم کی پھر حکم فرمایا اُن دونوں کے سنگسار کرنے کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ پس سنگسار کئے گئے دونوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کہا عبد اللہ نے اُٹھا ہاتھ اپنا۔ پس اُٹھالیا ہاتھ اپنا۔ پس ناگہاں آیت رجم کی ظاہر تھی پھر کہا ہاتھ رکھنے والے نے اے محمد تحقیق توریت میں ہے آیت رجم کی ولیکن ہم چھپاتے ہیں اُس کو آپس میں۔ پس حکم فرمایا حضرت نے اُن دونوں کے سنگسار کرنے کا۔ پس سنگسار کئے گئے۔ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے۔

پس اس سے ثابت ہے کہ یہود مدینہ پر جو الزام تحریف کا لگایا جاتا تھا وہ الزام صرف زبانی ہیچ پوچ کا تھا نہ کہ توریت میں سے کسی حرف کے کم و بیش کرنے کا۔ جیسا کہ آیت رجم کے مقدمہ سے ہویدا ہو چکا ہے۔ کیونکہ اب بھی توریت میں آیت رجم کی موجود ہے۔ استثنا ۲۲: ۲۲ و ۲۴۔ لہذا قرآن میں بجز ایسے ویسے الزاموں کے کتب سماوی میں سے کسی لفظ کے کم و بیش ہونے کا الزام کہیں بھی نہیں ہے۔ بلکہ برعکس اس کے ایسی تعریف کتب سماوی کی قرآن میں موجود ہے کہ کوئی ہوشمند قرآن کو دعویٰ تحریف کتب مقدسہ کا مدعی نہیں قرار دے سکتا۔

۴۔ بقرہ رکوع ۵۸ و ۵۹۔ وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ۔ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ۔

ترجمہ۔ اور جب کہا ہم نے داخل ہو اس شہر میں اور کھاؤ تم اُس میں جہاں چاہو محفوظ ہو کر اور داخل ہو دروازے میں سجدہ کر کر اور کہو حِطَّةٌ گناہ اُترے تو بخشیں ہم تمہاری تقصیریں تمہاری اور زیادہ بھی دیں گے نیکی کرنے والوں کو۔ پھر بدل دی بے انصافوں نے سوائے اس کے

جابجا دی گئی ہیں کو رینے حِطَّةٌ کے بجائے حِنطَةٌ کر جس کے معنے گیہوں کے ہیں) بھر دیا۔ اِس لئے ہم نے بے انصافوں پر عذاب آسمان سے اُن کی بے حکمی پر +

مفسرین کے بیان سے ظاہر ہو کہ یہاں اُن یہودیوں پر تحریف کا الزام دیا گیا ہو جو حضرت یشوع کے وقت شہر یریحو میں داخل ہوئے تھے۔ اور صاف ظاہر ہو کہ انہوں نے کسی کتاب میں تحریف نہ کی تھی بلکہ صرف زبانی پڑھنے میں لفظ حِطَّةٌ کے بجائے حِنطَةٌ پڑھ دیا تھا۔ اگرچہ اس بات کی بابت کتب سماوی میں کچھ نہیں لکھا اور محتاج ثبوت ہو۔ تو بھی بالفرض گر مانا جاوے کہ اُس وقت موجودی یشوع پیغمبر جانشین موسیٰ کے یہودیوں نے ایسا کیا تھا تو یہ تبدیل صرف زبانی تھی نہ کتابی و تحریری کیونکہ کتاب یشوع کے پاس محفوظ تھی۔ لہذا ظاہر ہو کہ کتب سماوی میں سے کسی لفظ کے کم و بیش کرنے کا دعویٰ قرآن میں نہیں ہو + (باقی آئندہ)

دیانندی آریوں کا نئی مے کو پرانی مشکوں میں بھرنے کی کوشش کرنا

مغربی علوم کی روشنی نے ہمارے ہندو بھائیوں کے دلوں پر اس بات کو آشکارا کر دیا ہو کہ موجودہ ہندو مذہب ایسا مذہب نہیں ہو کہ جو ان کی تعلیم سے روشن ہوئے ہوئے دلوں کو تسلی بخش سکے۔ چنانچہ پرانوں کی نسبت کہ جن میں موجودہ ہندو مذہب کی باتیں پائی جاتی ہیں وہ کہتے ہیں کہ "یہ بھنگ پیکر بنائے گئے ہیں"۔ "یہ برہمنوں نے اپنی خود غرضی کے لئے گھڑ لئے ہیں" وغیرہ وغیرہ

تعلیم یافتہ نوجوانوں کی جب موجودہ ہندو مذہب سے تسلی نہ ہوئی معلوم ہوئی تو جیسا کہ چاہئے تھا وہ راہ کہ جب کبھی روحانی تشنگی کسی قوم میں پیدا ہوتی ہو تو اُنہوں نے اُس روشنی کے سبب اپنے موجودہ مذہب کی خرابیوں کو دیکھ لیا ہو تو بجائے اس کے کہ عیسائی مذہب کی سچائیوں سے قائل ہو کر اُس کو قبول کریں اپنے مذہب کی قدیم مردہ کتابوں کی ایسی تفسیر کرنی شروع کی ہو کہ جس سے ظاہر ہو کہ وہ سچائیاں اُن کی کتابوں میں بھی موجود ہیں چنانچہ قدیم رومی لوگوں نے بھی یہی کیا اور آجکل ہمارے تعلیم یافتہ ہندو بھی ایسا ہی کر رہے ہیں مثلاً سوامی وویکانند اسی نئی مے کو پرانی مشکوں میں بھرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور سوامی دیانند نے بھی جو آریہ سماج کے بانی ہیں جب تعلیم یافتوں کے رخ کو اِس طرف دیکھا تو ویدوں کی من گھڑت تفسیر سے ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ آجکل کے جس قدر علوم اور فنون کی باتیں ظاہر ہوئی ہیں وہ سب ویدوں میں بیج کی صورت میں موجود ہیں چنانچہ آریہ پترکا میں کچھ برس گذرے ہیں کہ یہ الفاظ درج کئے گئے تھے "سوامی دیانند جو کچھ مانتے تھے وہ یہ تھا کہ کل علوم اور فنون کے بیج ویدوں میں رکھے گئے تھے تاکہ لوگ اُن کی مدد سے انہیں اعلیٰ درجہ کی صورت میں نشو و نما دیں"

ذی ہوش انسان کے لئے مندرجہ بالا اقتباس سے یہ نتیجہ نکالنا کچھ مشکل نہیں ہو کہ نئی مے کو پرانی مشکوں میں بھرنے کی کوشش کی جا رہی ہو۔ چنانچہ پنڈت دیانند کی زندگی میں جو جلد جلد تبدیلیاں ہوتی رہیں وہ بھی اس کی شاہد ہیں کہ پنڈت صاحب آپ بھی ایسی کوشش کر رہے تھے کہ جس کو شروع شروع میں پنڈت دیانند نے ایک ستیارتھ پرکاش شایع کیا جس میں ظاہر کیا کہ گیارہ کتابیں الہامی ہیں جس میں علاوہ چاروں ویدوں کے باقی سات کتابیں ایسی ہیں کہ جن کو بعد میں وہ خود الہامی ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ پھر ستیارتھ پرکاش کے پہلے ایڈیشن میں شرادھ کی نسبت چند صفحے لکھ کر شایع کئے مگر دوسرے ایڈیشن میں اُنہیں یہ کہکر اُڑا دیا کہ یہ کسی ایڈیٹر کی غلطی تھی بھلا کیا ایڈیٹر یا کوئی اور چند صفحے کسی کی کتاب میں خود بخود شایع کر سکتا ہو؟ بطور دیگر یہ کہ یہ غلطی بھی معلوم نہیں ہوئی جب تک کہ [illegible] نہیں کیا گیا پھر ستیارتھ پرکاش کے پہلے ایڈیشن میں گوشت خوری اور قربانی گذراننے کی نسبت ایسی باتیں درج کی گئی ہیں جو دوسرے ایڈیشن میں پائی نہیں جاتیں اور اُن کے اڑا دینے کا کوئی سبب بھی ظاہر نہیں کیا گیا +

ہمارے خیال میں یہ سب تبدیلیاں اس لئے کی گئیں کہ پہلے پہل پنڈت صاحب نے ویدوں کی ٹھیک ٹھیک تعلیم ان امور کی نسبت شایع کی مگر جب انگریزی تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ایسی ایسی باتوں کو مانتے ہوئے نہ دیکھا تو دوسرے ایڈیشن میں درج نہیں کیا۔

آج کل ہمارے آریہ بھائی ہر جگہ وید وید کی دھوم مچا رہے ہیں اور اُس کی تعلیم کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم بتلاتے ہیں ہمارا ارادہ ہو کہ اگر پرمیشور مدد کرے تو ہم وقتاً فوقتاً ظاہر کریں کہ آریہ سماجیوں کا ویدوں کی نسبت یہ دعویٰ کہاں تک سچائی پر مبنی ہو اور کیسی اُن میں روحانی تعلیم پائی جاتی ہو۔

جہاں تک ہم نے آریہ بھائیوں سے واقفیت حاصل کی ہو اُن کی تعلیم کی نسبت تحقیقات کی ہو اُس سے تو ہم رسالہ گورو [illegible] پرکاش کی مندرجہ ذیل رائے سے جو [illegible] برس ہوئے کہ شایع ہوئی تھی بلفظہ اتفاق کرتے ہیں:

"بت پرستی قدیم جسم کا ہی ہے جو لوگ آتما کی سیوا اور پوجا کو چھوڑ کر صرف جسم کی ہی سیوا یا پوجا اور اُس کے کھلانے پلانے اور پہنانے یا انہیں کی تدابیر میں مشغول رہتے ہیں خواہ وہ جسمانی پوجا اپنی یا اپنے کنبے کے متعلق ہو وہی اصل بت پرست ہیں جس قدر صرف جسمانی سامانوں میں مصروف رہنے والے اشخاص ہیں جو بعض جسمانی ترقی میں مشغول رہتے ہیں وہ سب کے سب حقیقی اصل بت پرست ہیں۔ آریہ سماجیوں کا جو فرقہ ہو یہ بھی انہیں بت پرستوں میں شامل ہو کیونکہ جو کچھ ان کی کوشش ہو وہ بعض جسمانی ترقی کے سامان اکٹھے کرنیکے لئے ہو روحانی یا دینیات ترقی کا کوئی ذریعہ ان میں پایا نہیں جاتا [illegible] اس کا بھی کر کے [illegible] کر لیتے ہیں اور دیتے دل کو تسلی دے لیتے ہیں"

سوامی ویویکانند کا درس چکاگو

بت پرستی کے گھر میں بت پرستی سے انکار کرنا

سوامی صاحب کا ایک خاص دعویٰ یہہ ہے کہ ہندوستان میں بالکل بت پرستی نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ میں آغاز ہی میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہندوستان میں بالکل بت پرستی نہیں ہے۔ اگر آپ کسی مندر کے اندر کھڑے ہو کر سنئے تو معلوم ہو جائیگا کہ پرستش کرنے والے بتوں کو صرف وسیلہ بلکہ خدا کی تمام صفات قرار دیتے ہیں یہہ بت پرستی نہیں ہے۔ گلاب کے پھول کا چاہے کچھ نام رکھدو تو خوشبو وہی قایم رہیگی۔ ناموں ہی سے کسی چیز کی خصوصیت نہیں پہچانی جاتی۔ سوامی صاحب کو خود اپنے بیان کے برخلاف کہتے شرم نہیں آئی۔ وہ درس کی ابتدا میں خود ہی فرماتے ہیں۔ "فلسفہ ویدانت کی بلند پروازی سے لیکر بدھ مت کا دہریہ پن اور جین مت کا ملحد پن اور بت پرستی کے کمینہ خیالات اور گوناگوں توہمات سب کچھ ہندوؤں کے مذہب میں شامل ہے" افسوس اس بات کا ہے کہ خود ہی یہہ کہتے جاویں کہ بت پرستی کے کمینہ خیالات ہندو مذہب میں شامل ہیں اور پھر لطف یہہ کہ اسی درس میں فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں بت پرستی بالکل نہیں ہے۔ آپنے ایک(?) محترم کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی ہی یہہ ہیں کہ بت پوجا(?)۔ دنیا میں کوئی شخص ہندو مذہب کو بت پرست کہلانے کا مستحق نہیں ہے نیز مذہب وید میں بھی بت پرستی ہے۔ چنانچہ تینتیس دیوتا معہ جوروں کے بلائے جاتے ہیں جیسے کہ ذیل کے کلام سے ثابت ہوتا ہے۔

تیسرا استقلال(?) گرو(?) منتر فقرہ ۱۰۔ اگنی اس طرح مخاطب کی گئی ہے تینتیس دیوتا معہ اپنی جوروں کے دیوتاؤں جیسی خصلت ظاہر کر دو اور خوش ہو۔

خصوصاً ذیل طور پر اسکی کماروں(?) کی دعوت کی گئی ہے۔

او دھسیا(?)! آؤ معہ تینتیس دیوتاؤں کے۔ اسوم(?) رس پینے کے لئے آؤ۔ ا: ۳۴-۱۱

وشنو دیو کی نسبت ایک جگہ اس طور پر ہے۔

او! تم گیارہ دیوتا جن کا گھر آسمان پر۔ او! تم گیارہ جو پانی میں بستے ہو خوشی سے قربانی کو قبول کرو۔

مگر افسوس کہ ہندوؤں نے اس قدر بت پرستی پر قناعت نکر کے دیوتا اور دیویاں اس قدر بڑھا دیئیں کہ اب تینتیس کروڑ تک ان کی نوبت پہنچی۔ علاوہ اس کے مسلمانوں کے پیروں کو بھی پوجنے لگے۔ بیان کیا گیا ہے کہ گو مختلف ناموں سے پوجے جاتے ہیں مگر تمام دیوتا ایک ہی ہیں جیسا اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ مثلاً تین بڑے دیوتاؤں کو لو۔ برہما وشنو شیو ان کے رہنے کی جگہ۔ جورو اور بچے سب مختلف ہیں۔ برہما ست لوک میں رہتا ہے۔ اس کی جورو سرسوتی ہے۔ وشنو بیکنٹھ میں رہتا ہے اس کی جورو لکشمی ہے۔ شیو کیلاش میں رہتا ہے اس کی جورو پاربتی ہے۔ ان دیوتاؤں کے افعال اور مزاج بھی مختلف بیان کئے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کئی بار یہہ باہم لڑ چکے ہیں۔ اگر تینتیس کروڑ دیوتا ایک ہیں تو ہم اسی طرح یہہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان کے اٹھائیس کروڑ باشندے بھی جو اپنے مختلف مکانات جورو بچے کاروبار رکھتے ہیں ایک ہی ہیں۔ اگر دیوتا ایک ہی ہیں تو تینتیس کروڑ کی تعداد کیوں مقرر کی گئی ہے۔ عوام ہندو میں سے جو لوگ اوروں سے زیادہ ہوشیار ہیں وہ صرف بت پرستی کی نسبت کے بارہ میں یہہ عذر کیا کرتے ہیں۔ ان کے برخلاف رام موہن رائے لکھتے ہیں۔ "ہندو تہ دل سے [illegible] یقین رکھتے ہیں ان کے خیال میں ان دیوتاؤں کو پورے پورے اختیارات اور طاقتیں جدا جدا حاصل ہیں۔ بتوں اور مندروں کے خوش کرنے کے واسطے نہیں بلکہ محض ان دیوتاؤں کو خوش کرنیکے واسطے مندر بنائے جاتے ہیں اور رسمیں ادا کیجاتی ہیں۔ ہندو خود اپنے مذہب کو اس خاص دیوتا کے نام سے منسوب کرتے ہیں جس کی وہ پرستش کرتے ہیں جیسے وشنو بھگتی شیو بھگتی وغیرہ وغیرہ۔ اس خیال پر تقریباً سب لوگ نازاں ہوں گے کہ خود ان کا مذہب اور ان کے مخالفوں کی ذلیل نفرت بدعت سب ایک ہی ہے۔ آگے چلکر سوامی صاحب بت پرستی کا عذر اس طرح پیش کرتے ہیں۔ جس اس سرگرم آدمی کو دیکھو جو بت کے روبرو سجدہ کر رہا ہے وہ کہتا ہے۔ اس کو آفتاب ظاہر نہیں کر سکتا نہ چاند نہ ستارہ نہ بجلی نہ آگ ظاہر کر سکتی ہے۔ اس کے وسیلہ سے سب چمکتے ہیں۔ وہ بتوں کو برا نہیں کہتا اور نہ اس فعل کو گناہ قرار دیتا ہے وہ اس کو زندگی کی ایک خاص حالت سمجھتا ہے۔ بچہ جوانوں کا باپ ہو جاتا ہے۔ کیا بڈھے کے لئے یہہ کہنا ٹھیک ہوگا کہ بچپن یا جوانی گناہ ہے؟ اور یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہندو مذہب میں بت پرستی ضروری بھی نہیں ہے۔ واہ صاحب واہ خوب آپ یہہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہندوستان میں بالکل بت پرستی نہیں اور ساتھ ہی یہہ کہتے جاتے ہیں کہ ہندو مذہب میں بت پرستی ضروری بھی نہیں۔

سوامی صاحب پھر فرماتے ہیں اگر کوئی آدمی بت کے وسیلہ سے خدا کی بندگی آسانی سے کر سکے تو کیا اسے گناہ قرار دینا ٹھیک ہوگا؟ جب انسان اس درجہ سے آگے بڑھ جاوے تو بھی اس کا کوئی قصور قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ہندوستان کے نہایت مشہور بت کو اور ذرا غور کر کے دیکھیے کہ وہ عبادت کیسی بیہودہ ہے۔ ہندوستان میں بمقام پوری جگن ناتھ یعنی خداوند جہان کی صورت نہایت مشہور ہے۔ یہہ صورت پرستار کی بدصورت اور انسان کے چہرہ کا ایک بھدا خاکہ ہے۔ کالی دیوی کی تصویر بھی ایسی ہی بد شکل اور خوفناک ہے گویا بڑے دانت والی ایک سیاہ فام عورت کھڑی ہے۔ ایک ہاتھ میں ہتھیار دوسرے ہاتھ میں مقتول کا کٹا ہوا سر پکڑ رکھا ہے اور دو باقی ہاتھوں سے پوجنے والوں کو برکت دے رہی ہے۔ دو مردہ جسموں کو کانوں کا حلقہ بنا رکھا ہے۔ ایک گلہ(?) سروں کا پہن رکھا ہے۔ کمر پر کوئی(?) نہیں بلکہ صرف مردوں کے ہاتھوں کا ایک پٹکا بندھا ہوا ہے۔

گنجائش کی وجہ تو قوم ہندوستان میں ہوئی ہے۔ اس کے ہاتھی کے منہ سر ہونے کی کئی کہانیاں ہیں۔ کہتے ہیں کہ بیہت موٹا اور شطال کا جو شوقین ہے ہندوستان میں ہر ایک علم سے ساتھ میں مدد کرنے کے واسطے گنیش سے دعا مانگا کرتے ہیں اور اس کے بسیار خوار ہونے کی تعریف کیا کرتے ہیں۔ خواہ کوئی کام کیا جاوے اس کو انجام دینے کے لئے سب سے پہلے گنیش پوجا کیجاتی ہے۔

باقی آیندہ

افشائے راز محمدی

باب اول

اس بیان میں کہ محمد صاحب کو عہدہ رسالت پر رہتے قرآن اور حدیث کے مقرر ہونے کی کمال ہو اور نہ اس عہدے پر مقرر ہوئے۔

فصل اول۔ محمد صاحب کے والدین کے ذکر میں۔

دیکھو مشکوٰۃ کتاب کی حدیث ۵۰ و ۱۴۵۲ - انس ان

ابی وابالک فی النار قالہ لرجل سالہ این ابی۔ ترجمہ مسلم میں انس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میرا باپ اور تیرا باپ دوزخ میں ہیں۔ ایک آدمی نے پوچھا کہ میرا باپ کہاں ہے تب حضرت نے یہ فرمایا۔

ابوھریرۃ استاذنت ربی ان استغفر لامی فلم یاذن لی واستاذنتہ ان ازور قبرھا فاذن لی۔ ترجمہ مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ اپنی ماں کی مغفرت مانگوں سو مجھکو اجازت نہ دی۔ اور میں نے اجازت مانگی کہ اس کی قبر کی زیارت کروں سو مجھکو زیارت قبر کی اجازت دی۔

فصل دوم۔ اس بیان میں کہ مشرکوں کا ہونا گنا ہوا کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ ان کی دوزخ سے خلاصی نہ ہوگی۔

دیکھو سورہ توبہ رکوع ۱۴۔ **ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ من بعد ما تبین لھم انھم اصحاب الجحیم۔** ترجمہ نہیں تھا لائق واسطے نبی کے اور واسطے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں یہ کہ بخشش مانگیں واسطے مشرکوں کے اگرچہ ہوویں صاحب قرابت کے پیچھے اس کے کہ ظاہر ہو واسطے ان کے یہ کہ وہ ہیں رہنے والے دوزخ کے ہیں۔

۱۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ مشرکین سب دوزخی ہیں۔

۲۔ کہ محمد صاحب نے اپنے مشرک والدین کے لئے دعا مانگی تو بھی قبول نہ ہوئی۔ جبکہ محمد صاحب کی دعا اپنے مشرک والدین کے عذاب الٰہی سے خلاصی کے واسطے قبول نہ ہوئی۔ تو تمام امت محمدی کی بخشش کے واسطے دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے؟

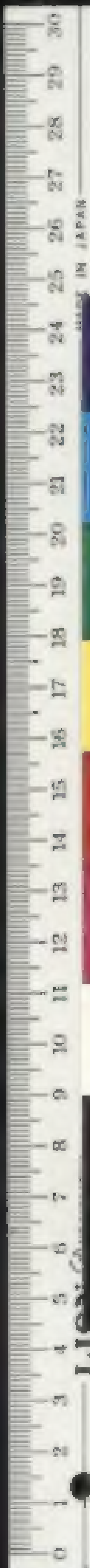
۳۔ جو شخص مشرک ہو کر دین محمدی کی تابعداری کریگا وہ بھی دوزخی ہے۔ کیونکہ شرک بخشا نہیں جاتا ہے۔ پس کسی مشرک یا کافر کا دین محمدی کو قبول کرنا محض فضول اور بے فائدہ ہے۔ کیونکہ وہ مشرک دوزخ سے کبھی نہ نکلیگا۔ دیکھو سورہ نساء رکوع ۷ کہ **ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشآء ومن یشرک باللہ فقد افتریٰ اثما عظیما۔** ترجمہ تحقیق اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شریک دیا جاوے ساتھ اس کے اور بخشتا ہے سوائے اس کے واسطے جس کے چاہتا ہے اور جو کوئی شریک دیوے ساتھ اللہ کے پس تحقیق باندھ دیا اس نے گناہ بڑا۔ پس یہ مشرکین اور کافرین کے متعلق کام کا نہیں۔

۴۔ جو مشرکین کہ اور کافرین عرب محمد صاحب کے وقت میں جبر و شمشیر ایمان لائے ان میں سے کوئی بہشت کی ہوا نہ دیکھیگا۔ اور جو مشرکین اور کافرین قتل ہوئے کوئی بہشت میں نہ جاویگا۔ سب وہ جہنمی ٹھہرینگے۔ کیونکہ خدا شرک اور کفر دونوں نہیں بخشتا ہے۔ پس دین اسلام مشرکوں اور کافروں کے لئے کچھ نہیں کر سکتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جنہوں نے اوائل میں دین اسلام کو قبول کیا تھا وہ سب مشرک تھے کافر تھے ہیں سے تھے اب نا معلوم ان کا کیا حال ہوگا؟

فصل سوم۔ اس بیان میں کہ مشرکوں کی اولاد بھی دوزخی ہے۔

دیکھو مظاہر الحق جلد اول باب التقدیر صفحہ ۶۵۔

وعن علی قال سئلت خدیجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ولدین ماتا لھا فی الجاھلیۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھما فی النار قال فلما رای الکراھۃ فی وجھھا قال لو رایت مکانھما لابغضتھما قالت یا رسول اللہ فولدی منک قال فی الجنۃ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المومنین واولادھم فی الجنۃ وان المشرکین واولادھم فی النار ثم قرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذین آمنوا واتبعتھم ذریتھم۔ رواہ احمد۔ روایت ہے حضرت علی سے کہا پوچھا حضرت خدیجہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حال ان دونوں بچوں کا کہ مر گئے تھے بیچ جاہلیت کے (یعنی وہ لڑکے جو خدیجہ کے زوجہ محمد ہونے سے پیشتر پہلے خاوند سے ہو کر مر چکے تھے) پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دونوں بیچ آگ کے ہیں۔ کہا حضرت علی نے پس جب دیکھی ناخوشی بیچ چہرے خدیجہ کے فرمایا حضرت نے اگر دیکھے تو محل ان کا کیسے خوار اور دور رحمت الٰہی سے ہیں البتہ ناخوش رکھے تو ان کو۔ پھر عرض کیا اے رسول خدا کے اولاد میری تم سے (یعنی قاسم اور طیب یہ دونوں محمد صاحب کے لڑکے تھے) فرمایا بیچ بہشت کے۔ پھر فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق مومن اور اولاد ان کی بیچ بہشت کے۔ اور تحقیق مشرک اور اولاد ان کی بیچ دوزخ کے (ہے) پھر پڑھی رسول خدا نے یہ آیت اور وہ لوگ کہ ایمان لائے وغیرہ۔ پھر حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ بلائے گئے رسول خدا طرف جنازہ کی ایک لڑکی کے انصار میں سے پس کہا میں نے اہ



وصل خدا کے خوشحالی ہو۔ اسے اس بڑائی کے کرچکا ہو جو ہیں بہشت کی سے نہیں کی اُس نے بُرائی اور نہیں پہنچ اسکو۔

پس فرمایا حضرت نے کیا خبر ہے تمکو اے عائشہ شاید جو ذکر کرے بہشتی ہی بعد اس کے بیان کی وجہ ہے۔ اس کی کہ تحقیق اللہ نے پیدا کیا واسطے بہشت کے ایک لوگوں کو کہ پیدا کیا اُن کو واسطے اس کے اور وہ بیچ پشتوں باپوں اپنے کی تھے اور پیدا کیا واسطے دوزخ کے لوگوں کو کہ پیدا کیا اُن کو واسطے اس کے اور وہ بیچ پشتوں باپوں اپنے کی تھے روایت کی یہ مسلم نے۔

پھر دیکھو مشارق الانوار حدیث ۲۰۰۰ عائشۃ ان اللہ خلق للجنۃ اھلاً خلقھم لھا وھم فی اصلاب ابائھم و خلق للنار اھلاً خلقھم لھا وھم فی اصلاب ابائھم

مسلم میں عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ خدا نے بہشت کے واسطے لوگ بنائے اُس وقت سے اُن کو بہشتی ٹھہرایا جبکہ وے اپنے باپوں کی پشت میں تھے۔ اور دوزخ کے واسطے لوگ بنائے اس وقت سے اُن کو دوزخی ٹھہرایا جبکہ وے اپنے باپوں کی پشت میں تھے۔

ناظرین ہمارے بیان کی تشریح اور توضیح کی کچھ ضرورت تو معلوم نہ ہوتی ہوگی۔ پر ہمارے یاد دلانے کے اسی فصل میں چند ایک باتوں کو یاد دلاتے ہیں اُمید ہے گستاخی تصور نہ ہوگی۔

۱ یاد رکھنا چاہئے کہ پیشتر ماں باپ کے دوزخی ہونے کے کافرین ہوئے مشرکین کی اولاد دوزخی ٹھہر چکی ہوتی۔

۲ ان احادیث سے یہی ثابت ہے کہ دوزخی جو پہلے پیدا مسلمان ہوئے تھے ان میں سے کسی کے بچے کی اُمید نہیں ہے جنہ اخیر کرے اسکو دعا کرو۔

۳ اب محمد صاحب کے واسطے بھی مشکل ہوگئی یہ نافرمان ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بیٹے کے دینے پڑ گئے۔ غرضکہ یہ ان کا تغیر کرنا نہیں چاہتے ہیں بیان سے ظاہر ہے پوشیدہ نہیں۔

۴ محمد صاحب کے نبی ہو کر آنے کی تو بالکل ہی ضرورت نہ تھی۔ وہ جو ہونا تھا سو ہو چکا۔ اب تدبیر کی کچھ جگہ نہیں ہے جو مفصل بیان ہم تقدیر کی تعلیم میں چلکر کرینگے۔ حال میں پھر غور فرماؤ

۵ یہ بیہودہ دعوے ہے جو ظاہر کر رہا ہے کہ محمد صاحب کا نبی ہونا بالکل ہی محال اور غیر ممکن ہے۔ اور نبی ہونا تو ایک طرف رہا خود آپ ہی اپنی تعلیم کے بموجب بچ جائیں تو غنیمت ہے۔ یہی دلیل محمد صاحب کی نبوت کی نفی میں قوی دلیل ہے۔

۶ یہ کہ اگر کوئی صاحبان مذکورہ بالا احادیث اور آیات قرآنی کے خلاف کوئی حدیث یا قرآن کی آیت پیش کرے گا تو صاف نقیض واقع ہوگی۔ اور اس وقت ہر ایک نقیض کا کوئی امر قابل تصدیق نہ ہوگا بلکہ دونوں غلط ٹھہر کر رد ہو جاینگے۔ مثلاً اگر کوئی صاحب کہے کہ یہ بھی لکھا ہے کہ جو کوئی اللہ پر اور آخرت پر ایمان لاوے تو جنت میں جائیگا تو ہم کہتے ہیں کہ یہ صاف تناقض ہے کیونکہ اگر یہ خطاب کافروں سے ہوگا تو ہم اُس پر جو اسے نقل کر چکے ہیں صاف تناقض واقع ہوگا اور جس امر میں تناقض واقع ہو اس کے دونوں پہلو جھوٹے ہونگے۔ اگر یہ خطاب مومنین سے ہوگا تو بحث ختم ہوئی لیکن کوئی مومن بے ایمان نہ ہوگا۔ جس کو ایمان لانے کا حکم ہو مگر بے ایمان کوئی مومن بہشتی ہو جائے جبکہ وہ بے ایمان ہو کر کافر دوزخی ہوئے۔ غرضکہ تناقض کو مت بھولو۔ یہی دلیل محمدی نبوت کی نفی میں محمد صاحب نے آپ ہی بیان فرمائی ہے۔ (باقی آئندہ)

میں بھی وہاں کھڑا اور اُس کے قتل پر راضی تھا

اعمال ۲۲/۲۰

مسیحی مذہب کی مخالفت اگرچہ ایک امر لازمی ہے اور کسی کسی صورت میں اُس کے پھیلاؤ کی رکاوٹ کا باعث ہی ہو جیسا کہ کچھ دُنیا پر یہ بات آفتاب کی مانند روشن اور ہویدا ہو چکی ہے۔ مسیحی کلیسیا کا پھل سر سبز شہادت پہلا شہید استفنس ہے جسے اس مذہب کا باب ۷ آیت ۵۹ میں سرداروں کاہنوں سے کی طلب ہو کر یوں فرمایا کہ نبیوں میں سے کس کو تمہارے باپ دادوں نے نہ ستایا۔ اور اُنہوں نے اُس راستباز کے آنے کی آنے کی خبر دینے والوں کو قتل کیا الخ۔ لیکن شاید کوئی دریافت کرے کہ ایسا کیوں ہوا اور کیوں ہوتا ہے اس کا جواب خداوند مسیح کا پیارا شاگرد اپنے صحیفہ شریف میں یوں عنایت فرماتا ہے یوحنا ۱ باب ۴ زندگی اس میں تھی اور وہ زندگی انسان کا نور تھی اور نور تاریکی میں چمکتا ہے اور تاریکی نے اُسے دریافت نہ کیا الخ اور انسان نے تاریکی کو نور سے زیادہ پسند کیا کیونکہ اُن کے کام بُرے تھے کیونکہ جو کوئی بدی کرتا ہے وہ نور سے دشمنی رکھتا ہے اور نور کے پاس نہیں آتا تا ایسا نہ ہو کہ اُس کے کام فاش ہو جائیں یوحنا ۳/۲۰-۲۱ تو بھی ان مخالفت اور مخالفت سے مسیحی صداقتیں سنانے کے حاصل کئے بغیر نہیں رہیں بلکہ اُنہوں نے عالم آشکار دنیا پر ثابت کر دیا کہ وہ ان حرف کا اور مخالفتوں سے اپنے نئے لوگوں کے دلوں میں جگہ پیدا کرتیں ہیں بلکہ صاف بتا دیا کہ اس کی مخالفت اور مخالفت کرنے والوں کا مزاج کیسا ہے اور وہ کن صفات سے موصوف ہوتے ہیں پولس رسول جس کا اقرار مندرجہ اعمال ۲۲/۲۰ جو ہمارے مضمون کا عنوان ہے کیا ہی عجیب اور مطلب خیز ہے ہے اس مضمون کا شروع مسیحی مذہب کے ایسے نہایت سرگرم پھیلانے والے اور اس کے رواج دینے والے سے ٹھہرایا ہے جو اس سے پیشتر کہ مسیحی ہوگیا مسیحی مذہب کا نہایت بڑا مخالف اور ستانے والا تھا جیسا کہ وہ خود اقرار کرتا ہے کہ وہ خداوند کے جانے میں کس کسی میں جو تجھ پر ایمان لاتے قید کرتا اور پیٹتا عبادتخانوں میں اور جب تیرے شہید استفنس کا خون بہایا گیا میں بھی وہاں کھڑا اور اسکے قتل پر راضی تھا اور اسکے قاتلوں کے کپڑوں کی خبرداری کرتا تھا اعمال ۲۲/۱۹-۲۰ پھر پولس کہتا ہے کہ میں نے خدا کی کلیسیا

درجہ صفت کو ستایا۔ فلپی ۳: ۶ پھر وہی پولس دوسرے مقام پر فخر کرتا ہے کہ تم نے میری چال چلن جب میں یہودیوں کے طریق پر چلتا تھا سنی ہوگی کہ میں خدا کی کلیسیا کو نہایت ستاتا اور ویران کرتا تھا اور میں یہودی دین میں اپنی قوم کے اکثر ہم عمروں سے بڑھکر اپنے باپ دادوں کی روایتوں پر نہایت سرگرم تھا گلتی ۱: ۱۳، ۱۴ یہودی رسول اپنی تعریف میں اس عیب کو ایک صفت فخر کے قابل قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں جسم کا بھروسہ رکھ سکتا ہوں اگر اور کوئی جسم پر بھروسہ کرنے کو سمجھے تو میں زیادہ کر سکتا۔ آٹھویں دن ختنہ ہوا اور میں اسرائیل کی اولاد بنیامین کے فرقہ سے عبرانیوں کا عبرانی شریعت کی نسبت فریسی جوش کی غیرت میں کلیسیا کا ستانیوالا اور شریعت کی راستبازی میں بے عیب فلپیوں ۳: ۵ لیکن ہم جانتے ہیں کہ شریعت میں صاف مرقوم ہے کہ تو خون مت کر پر تو بھی پولس شریعت کے خلاف چلا اپنے کو شریعت کی راستبازی میں بے عیب قرار دیتا ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ فخر ہے اس فعل قبیح پر بھروسا رکھتا ہے۔ الغرض یہ سب بات کو ہم کہاں تک بیان کریں ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ پولس اپنے مذہب یہود کا سرگرم اور مسیحی مذہب کی مخالفت میں کیسا مزاج دکھاتا ہے جو غیر ظلمت پسند کینہ ور بداندیش ہے ہم عزیز ناظرین کو مسیحی مذہب کا مخالف کہتے ہیں کو دیندار اور خداترس اور رحمدل ہو اس سے زیادہ ہم اور بھی چند اشخاص کے نام پیش کر سکتے ہیں جن کی بابت مستفسر کے درس میں اشارہ پایا جاتا ہے۔ سب سے پہلا اور تمام مسیحی مذہب کے مخالفوں کا سرگروہ شیطان ہے اس نے ایسی حالت میں جبکہ مسیحی کلیسیا کے صرف دو ہی شریک تھے یعنی آدم و حوا چاہا کہ کلیسیا کو تباہ کرے۔ اس کے مزاج کی بابت کیا ضرور ہو کہ ہم لمبا چوڑا بیان کریں وہ یہاں تک شیطنت میں مشہور ہو کہ محمدی علما میں ایک نا جائز فعل اور ہر ایک نا شائستہ پر لاحول پڑھتے ہیں۔ پھر آگے چلکر ہم ایک اور نام پیش کرتے ہیں جو مسیحی مذہب کا سخت مخالف تھا یعنی قاین۔ اس کے مزاج کی بابت ہم اس قدر جانتے ہیں کہ مفسر ہیں اگرچہ سب اہل راستباز کو قتل کر ڈالا۔ پھر ایک اور نام پیش کر سکتے ہیں جو شخص پر تسلط کرتا اور اس کو جو خداوند مسیح کی بابت تھا شخصوں میں ایذا تھا اس کا مزاج وحشی اس کا قصہ سب کے بخلاف نوٹ در سے صبر کرنے والا جیل سے ظاہر ہوتا ہے پھر ایک اور بادشاہ فرعون نامی نے چاہا کہ خدا کی کلیسیا کو تباہ اور نیست و نابود کرے اس نے ان سے سخت مشقت لی اور ان کے فرزندان نرینہ کو قتل کیا اس کا مزاج جیل ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ نہایت سخت تھا اور بچوں کے قتل سے اس کی بے رحمی میں کچھ شک نہیں ہو سکتا۔ ایک اور بادشاہ کا ذکر ہے یعنے صفور کا بیٹا بلق جس نے بلعام پاس قاصد بھیجکر اسے بلوایا تاکہ خدا کے لوگوں کے حق میں بد دعا کرے اور انہیں اس زمین سے نیست و نابود لیکن ایسے خود غرض کی آمین یا لعنتی ہی اور شخص کے کام کا نتیجہ برعکس ہوا اور خدا نے بلعام کے منہ سے اپنے لوگوں کے حق میں برکت کے کلمات نکلوائے۔ ان سب کا خلاصہ پولس رسول یوں بیان کرتا ہے کہ ایسے ہی کئی ایک اشخاص سے جنہوں نے ٹھٹھوں میں اڑائے گئے کوڑے کھائے زنجیر اور قید میں پڑے پتھراؤ کئے گئے آرے سے چیرے گئے شکنجہ میں کھینچے گئے وغیرہ۔

لیکن مثال کے طور پر اب ہم ان چند ناموں کو پیش کرتے ہیں جنہوں نے خداوند کے ظہور کے بعد عیسائیت کی مخالفت کی اور وہ یہ تھے۔ سب سے اول یہودی سردار کاہن اور فقیہ فریسی عیسائیت کے مخالف بنے انہوں نے شریعت رکھتے ہوئے ایک بے گناہ شخص کو یعنے کہ خداوند مسیح کو مصلوب کروایا اور جو شریعت کی پابندی یہاں تک کرتے تھے کہ عدالت تک جانے میں ناپاکی کا خیال کرتے تھے انہیں نے خون بیگناہ میں اپنے کو آلودہ کیا اور جو سبت کے آنے کا ہیچ خداوند پر الزام لگاتے تھے آپ ہی پینتیکوست کے روز حواریوں کے پاس گئے اور قبر پر پہرہ بٹھلوایا کہا فقیہ فریسیو تم نے اس زمانہ میں حصہ لیا نہ عام لوگوں نے بلکہ زبردست بادشاہوں نے بڑی کوشش کی کہ خدا کی کلیسیا کو تباہ و برباد کریں۔ ان میں سب کا سردار اور نمبر اول شہنشاہ نیرو کا ہے جس نے شہر روم میں آگ لگا دی اور عام نارضگی کو دور کرنے کے واسطے مسیحیوں پر آتشزنی کا اتہام لگا کر انہیں بڑی اذیت سے مارا مشعل کے طور پر باغ میں زندہ جلا دیا اس کے حق میں بت پرست مورخ تک متفق ہیں کہ یہ بادشاہ نہایت ظالم تھا یہاں تک کہ اپنے عیب کو پوشیدہ کرنے کے لئے بے قصور غریب مسیحیوں کو بے دردی کے ساتھ مارا کون ایسے شخص کو نیک اور رحمدل روادار اور کر سکتا ہے۔ اسی طرح جتنے بادشاہ اس کے بعد ۳۰۰ سو برس تک کلیسیا کی مخالفت کی سب کے سب نا کارہ غیر منصف وحشی اور ظالم تھے اب ہم ایک اور شخص کا ذکر کرتے ہیں جس کی بابت علماء دین مسیحی گمان کرتے ہیں کہ وہ مسیح خداوند کا مخالف ہے۔ یعنے جناب پیغمبر عرب جو کہ ایسے ہی خطرناک مخالف تھے انہوں نے مسیحی مخالفت کا دوسرا پیرایہ اختیار کیا یعنی دوست نما دشمن۔ انہوں نے ایک طرف یہ تو دعوی کیا کہ میں وہی ہوں جس کی بابت خداوند نے فرمایا کہ روح حق آوے گی اور وہ میرے حق میں گواہی دیگی دوسری طرف اس کے سارے دعووں کو رد کیا اس کی ابنیت کو اس تمثیل سے ٹھہرایا کہ خدا کے نزدیک عیسی کی مثال آدم کی سی ہے جسکو کہا ہو اور وہ ہو گیا اس کی الوہیت سے اس بنا پر انکار کیا کہ خدا نے نہ کسی کو جنا اور نہ کسی سے جنا گیا اور اللہ پاک ہو اس سے کہ اس کے کوئی بیٹا ہو۔ پھر اس کی تشریف آوری کی غرض یعنی کفارہ کو اس طرح پر جھٹلایا کہ یہودی کہتے ہیں کہ ہم نے عیسی مریم کے بیٹے کو قتل کیا نہ اسے قتل کیا اور نہ صلیب دی بلکہ ان کے آگے اس کی شبیہ بن گئی خدا نے انکو زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور مسیحیوں کو قتل کرنے کی تدبیر یہ نکالی کہ ان کو کافر قرار دیا اور اس صورت سے مسیحیوں پر تلوار چلانے کی حکمت نکالی گئی اور یہ مسیحی مخالفت پیغمبر صاحب کی وفات ہی پر ختم نہیں ہو گئی بلکہ مرض متعدی کی مانند وہ لوگ جو حضرت کی تعلیم سے متاثر رہے اور ہوتے جاتے ہیں زمانہ حال تک برابر مسیحیوں



کو ستاتے انہیں قتل کرتے اور مسیحیت کے خلاف ساری کوششیں عمل میں لاتے ہیں اور جہاں تک اُن سے ہو سکتا ہے مخالفت میں اُٹھا نہیں رکھتے گرچہ ہندوستان میں تلوار اُنکے قبضہ میں نہیں اور سیف زبان سے مجروح اور مقتول کرتے ہیں تو بھی اُن ملکوں میں جہاں برائے نام اُن کی حکومت ابھی باقی ہے ہنوز وہ ستم اُٹھو اور اس طرح دین حق کے خلاف عمل جاتا ہے جیسا کہ سلطنت روم میں آرمینین مسیحیوں کی کیفیت آج کل کے اخباروں سے معلوم ہو سکتی ہے ۔ باقی آئندہ

واقعات اور تمدن

قرض بُری بلا ہے

انجیل کی خدمت کرنے والوں کو اس بلا سے ایسی نفرت کرنی چاہئے جیسی دیندار شراب سے کرتا ہو ہر ایک پر روشن ہو کہ قرضدار کا کیسا حال ہوتا ہے مشقّت بیچارگی - گالیاں کھانا قطع محبت ملاقاتوں کی سیر وغیرہ اور عاقبت کا رستہ بھی چھوڑنا پڑتا ہے اور قرضخواہ کے رو برو اکثر جھوٹھ بولنا پڑتا ہے - اور جب کبھی قرضخواہ منادی کرنے وقت آجاوے تو اُس کا بڑا لحاظ کرنا پڑیگا اور قرضدار قرضخواہ کا ہمیشہ نوکر اور تابعدار رہتا ہے جیسا کہ خدا کی کلام سے ثابت ہے امثال ۲۲ باب ۷ آیت دیکھو یعنی ۲۲ باب ۷ آیت قرض لینے والے کی کیسی بے عزتی ہوتی ہے ۔

ہمارے پادری صاحبان ہمیشہ منادی کرنے والوں کو نصیحت کیا کرتے ہیں کہ سستا کپڑا پہنو انگریزی صاحبوں اور بڑوں کا خیال چھوڑ دو ایسی عیش و عشرت نہ دیکھو کہ جس کے سبب دوسروں کے چولھوں کی طرف نہ دیکھنا پڑے - غرض قرض لیکر ایسی حالت نہ بناؤ - مینے چند منادوں کو حال دیکھا ہے کہ جب اُن کی نوکری چھوٹ گئی تو قرضخواہوں نے اُن کے ساتھ کیا کیا جب جب بھی بچی ہو میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اس سے ہر ایک نیا دو نتیجہ نکال سکتا ہے - میرے خیال میں یہ بھی منادی کا ایک بڑا جزو ہے کہ انجیل کی خدمت کرنے والے لوگوں کے ساتھ لین دین میں صفائی رکھیں ۔ راقم خیر خواہ بی قرضداران

بٹالہ

موسم اچھا ہے - دو تین دفعہ تھوڑی تھوڑی بارش ہوئی اب بادل زیادہ آتے ہیں - مگر برستے نہیں - بارش کی ضرورت ہے ۔

گذشتہ ہفتہ چند چماروں نے تیلی دروازہ کے باہر ہسپتال سرکاری کے قریب عین سڑک پر باہم لڑ کر ایک شخص کو ایسا مارا کہ اُس کا سر پھٹ گیا - اور بھاگ گئے مگر پیچھے سب گرفتار ہوگئے - ان میں ایک ڈیٹر بھی ہے ۔

دھاریوال کے کارخانہ میں جو گرم کپڑے کا ہے - کچھ عرصہ سے دیہات کے مسیحی کام کرنے لگے ہیں - سب بعض تو اچھے ہوشیار ہیں - اُن کے ساتھ کے پڑھے ہوئے جوان جو مشن میں ملازم ہیں ستے - مثلاً - روپیہ ماہوار تک پاتے ہیں - اور یہ کارخانہ والے ۱۲ سے ۱۵ ماہوار تک کماتے ہیں - یہ بھی تفاوت راہ کی بات ہے ۔

ڈاکٹر پادری واٹسن بریٹ صاحب سابق مشنری بٹالہ کی حسن خدمات دیہات پریذیڈنسی کی یادگار میں جو ہسپتال کمیٹی بٹالہ نے شہر کی صفائی کے واسطے لنٹن گھر بنایا ہے - وہ خوب فیض عام جاری ہوا - شہر کی نالیوں کی صفائی کے ساتھ آدمیوں کی بھی خوب صفائی ہوتی ہے - جس وقت وہ گھوڑا اس چلتا ہے شغل کرنے والوں کا میلہ لگ جاتا ہے - واقعی آپکی خدمت کی یادگاری بھی ایسی ہی مفید ہونی چاہئے تھی ۔ نامہ نگار

چندہ برائے مسیحیان کشتگان شرع محمدی

فتح گڑھ و بٹالہ کے علاوہ ہے پادری فتح مسیح صاحب نے دیہات کے مسیحیوں سے حاصل کیا - ۲۱
ندووال (سیالکوٹ) سے - ۲۵

یہ روپیہ بھی پادری گلف صاحب مشنری بٹالہ نے براہ راست ولایت کو بھیجدیا ۔

محمدی بھائیو محمدیت کی تلوار کے مارے ہوئے مسیحی شہادت جان و مال کو دعا دیتے ہیں کہ اگر ہمارا مارا جانا آپکی ابدی بہتری کا باعث ہو سکے تو ہمیں خوشی سے منظور ہے - لیکن اگر یہ آپکی ابدی ہلاکت کا باعث ہو - تو اس ظلم سے باز آؤ - خدا سے ڈرو - اپنے ہم جنسوں پر رحم کرو ۔ نامہ نگار

اجمیر

مشن کرسچن ایسوسی ایشن جو صرف چار دوست شہر اجمیر میں قائم ہے - یہاں اجمیر تک میں ایسی جماعت کی اشد ضرورت تھی بالشکر ہو اس پاک پروردگار کا کہ ایسوسی ایشن قائم ہو گیا ۔ پادری تارا چند صاحب کی جانفشانی سے روز افزوں ترقی پر ہے - اور آئندہ کے لئے اُمید واثق ہے کہ نیک ثمر بہت جلد ظہور میں آئے گا - ہماری اس جماعت کا ایک جلسہ ۱۸ جولائی ۱۸۹۶ کو پادری تارا چند صاحب کے مکان پر منعقد ہوا ۔ نامہ نگار

کوٹ گڑھ ضلع شملہ

امسال اس علاقہ میں پروردگار کو جو اپنے بندوں کی حاجت و ضرورت پر نظر رحمت کرتا ہے کوئی ایام میں باران رحمت الٰہی کا نزول حسب خواہ ہوا - مدت سے آسمان تانبہ بن رہا تھا سارا ملک کوٹ گڑھ پریشان اور دھقان کے کاشتکار رو بآسمان حیران تھے فقط رحمت حضرت منان تھے کیونکہ فصل ربیع عدم بارش کے باعث بالکل تباہ ہو گئی اکثر زمینداروں کے کھیت سے بیج بھی حاصل نہیں ہوا فاقہ کشی کی نوبت پہنچی خدا کا شکر بارش کے ہونے سے قحط سے کوئی امید رہی ۔

شملہ کی ٹھنڈی ہوا بجز ایک ڈھیر کی امداد کے کوٹ گڑھ مشن کی جماعت کی طرف سے کچھ چندہ جناب پادری ایف - ڈبلیو - بیرنگ صاحب کی

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

شمالی پنجاب میں خشکی ہے مینہ ہو اور بادل کا نام نہیں۔ دہلی میں اچھی بارش ہوئی ٭

امرتسر میں ایک ہی روپیہ [illegible] پکڑا گیا۔ ایک پر کانپور [illegible] ٭

گذشتہ اتوار کو صبح قریب پانچ بجے لاہور میں جہلم [illegible] کے زلزلے کے گئے ٭

گذشتہ منگل کو [illegible] معلوم ہوا موتی [illegible] ۱۰ ڈاکو [illegible] کو پانچ [illegible] سال قید سخت ہوئی ٭

ایک [illegible] باہر [illegible] ٭

لنڈن میں [illegible] کی اموات [illegible] ہندوستان سے لیا جاویگا ٭

۱۸۔ جولائی لنڈن کی خبر ہے کہ گذشتہ [illegible] میں [illegible] سخت لڑائی ہوئی ٭

ترکی سپاہ کو [illegible] اور [illegible] میں [illegible] آئی ٭

[illegible] جنگ [illegible] میں ہوئی اور ترکی سپاہ [illegible] میں مقیم [illegible] امن ہو گیا ٭

۱۸۔ جولائی [illegible] نے [illegible] کی [illegible] میں پیش کر دیا ٭

۱۸۔ جولائی لنڈن کی خبر ہے کہ [illegible] نے روس [illegible] میں [illegible] سے منع کر دیا ہے ٭

یورپین مشیروں کے [illegible] سے عیسائی [illegible] منظور کر لیا ہے ٭

ایران کی خبر ہے کہ موجودہ شاہ کے چھوٹے بھائی نائب السلطان کرمان کے گورنر جنرل مقرر ہوئے ٭

۱۶۔ جولائی کو پرنس [illegible] ڈیوک [illegible] پرنس آف ویلز کی شادی شاہزادی [illegible] ڈنمارک سے ہو گئی ٭

عدن کے متصل ایک [illegible] جہاز تباہ ہوا ہے [illegible] نشان [illegible] ٭

آجکل [illegible] فرانس کی سیر کر رہے ہیں۔ انگلینڈ میں بھی امید ہے کہ وہ پہنچتے رہیں گے ٭

ہندوستان کی ڈاک ولایت لیجانے کے ٹھیکہ کی میعاد ختم ہے اور نیا انتظام سوچتے ہیں ٭

بمبئی کی مجلس تجارت نے [illegible] کوشش کی ہے [illegible] کی [illegible] جاوے ٭

ایک تجویز [illegible] ہندوستانی [illegible] ڈاک [illegible] کی جگہ مقرر کرنے کی [illegible] ہو ٭

برٹانیہ [illegible] جہاز [illegible] ٹرانسپورٹ [illegible] رہے ہیں ٭

گلگت کی افواج [illegible] چترال سے [illegible] ٭

موپلا فسادیوں کی [illegible] مسجد [illegible] ہیں ٭

آئندہ [illegible] سکے کیلئے [illegible] کی عبادت کے جوش [illegible] دہلی میں [illegible] ہو گیا [illegible] ٭

لاٹ صاحب بنگال [illegible] کی تعلیم کی تحقیقات کے لئے کمیشن مقرر کرنا چاہتے ہیں ٭

گلکرسٹ (لنڈن) وظیفہ آئندہ سال سے [illegible] ہندوستانی یونیورسٹیوں کو اطلاع [illegible] ٭

فرنچ بیگم سمرو کی جائداد [illegible] ہیں نیلام ہوگی۔ [illegible] ٭

بیگم صاحبہ بغاوت میں [illegible] ہندو مسلمان [illegible] سب [illegible] ٭

کریٹ کی تازہ خبر ہے کہ عیسائی [illegible] عیسائی گورنر کو [illegible] اختیار دیا جاوے ٭

عیسائی گورنر [illegible] کی [illegible] مقرر ہوا اور ۵ برس تک تبدیل نہ ہو ٭

طاقتیں کریٹ میں اصلاح کو [illegible] سلطان کو آمدنی کا صرف نصف ملے ٭

۱۷۔ جولائی لنڈن کی خبر ہے انگلینڈ [illegible] کے جنگی [illegible] مقرر ہوئی ٭

۱۸۔ جولائی [illegible] انگلینڈ [illegible] بہتری [illegible] ہیں ٭

ان کو خیال ہے کہ [illegible] تمام [illegible] صاف ہو جاویگا ٭

اس کے بعد جزائر [illegible] کی ابھی کوئی امید نہیں ہے ٭

تصفیہ کی [illegible] ابھی تک قائم نہیں ہوئی اگرچہ دونوں طاقتیں [illegible] خواہشمند ہیں ٭

میجر [illegible] انگلینڈ [illegible] کی ہے ٭

میجر [illegible] کے علاوہ [illegible] انگریز [illegible] ٭

تمام انگلینڈ کے [illegible] ٭

۱۸۔ جولائی کی خبر ہے کہ [illegible] میں [illegible] ٭

آئندہ اگست میں [illegible] کا کمرہ [illegible] کریں گے ٭

مضامین مفید المبتدین

ایک بہادر

سب کو اس بہادر لڑکے کا قصہ معلوم نہیں۔ [illegible] جنوبی افریقہ کے ایک حصہ میں [illegible] لڑائی ہو گئی اور لڑائی کے درمیان اس کے ایک زخمی [illegible] پاس گھوڑا نہ تھا۔ اس بہادر لڑکے نے اپنا گھوڑا اس کو دے دیا۔ اور جب آپ بھاگنے کی طاقت نہ پائی تو وہ دشمن کے ہاتھ پکڑا جا کے مارا گیا۔ [illegible] اس کی عمر ابھی [illegible] برس کی تھی [illegible] ایک بہادر کی [illegible] موت تھی۔

جب ہم اس [illegible] پر غور [illegible] تو ہم کو [illegible] کرتے ہیں۔

(۱) [illegible] آدمی کی [illegible] حالت نہ تھی۔ وہ [illegible] اور کسی صورت سے بچ نہیں سکتا تھا۔ [illegible] حال پر [illegible] کر دیا [illegible] اور [illegible] نہیں [illegible] بلکہ [illegible] کی کوشش [illegible] اور اگر [illegible] تو [illegible] ہیں۔ بچاؤ کی کوئی [illegible] نہیں۔

(۲) لیکن یہ [illegible] اس کے [illegible] کیا گیا۔ ایک جوان آدمی نے [illegible] زخمی کو دے دیا [illegible] کا قصہ یاد نہیں [illegible] ایک مسافر [illegible] زخمی اور موت کے قریب راہ کے کنارے پڑا تھا۔ ایک [illegible] وہاں سے گزرا اور اس زخمی کو دیکھ کر ترس کھایا اور اس کے زخموں کو دھو کر باندھا اور اپنے گھوڑے پر سوار کیا [illegible] سپاہی کو [illegible] دے دیا۔ ہم [illegible] کر دیں اپنے آپ [illegible]

(۳) بہادر آدمی کا آخر کیا ہوا۔ زخمی آدمی کے ساتھ [illegible] دشمن کی فوج سے گھیر لیا۔ وہ زخم اپنے بدن پر لے [illegible] جو کہ اس زخمی سپاہی پر لگنے تھے۔ [illegible] اپنے بدن پر وہ دکھ جو [illegible] اٹھانا تھا اٹھا لیا [illegible] صلیب پر [illegible] ہم بچ گئے۔ اور ہمارے دشمن اس کے دشمن بن گئے۔ جیسا کہ [illegible] موت کی [illegible] ہمارے دل کے اندر [illegible] اس کے [illegible] جذب ہو گئے۔

(۴) [illegible] مسیح نے [illegible] چھوڑ دیا۔ زخمی سپاہی نے دوسرے سپاہی کا گھوڑا لینے سے انکار نہیں کیا۔ اگر وہ [illegible] انکار کرتا تو ضرور مر جاتا۔ اور اگر ہم انکار کرتے ہیں تو ہم بھی ضرور مر جائیں گے۔ اگر ہم اس نجات کو جو مسیح کے [illegible] قبول نہیں کرتے تو ہم ہلاک ہو جائیں گے [illegible] قبول نہیں کرتے۔ [illegible] ہیں [illegible] کہ ہم نے [illegible] کرتے ہیں تو ہم گناہوں [illegible] نہیں۔

اگر میں کبھی اپنے بھائی پر فخر [illegible] بھائی پر فخر نہیں [illegible] ہمارے بچاؤ [illegible] ہمارے بھائی کا [illegible] اور [illegible] دیکھا۔

محبت کا اثر

شاید [illegible] جواب میں [illegible] ایک قصہ مشہور ہے کہ سورج اور ہوا میں لڑائی ہو گئی [illegible] دونوں میں سے زیادہ زور آور کون ہے۔ اور جب کہ دونوں [illegible] کرتے تھے انہوں نے [illegible] کی کہ اپنی طاقت کو آزمائیں۔ زمین کے اوپر ایک مسافر [illegible] جا رہا تھا۔ ان دونوں نے یہ صلاح کی کہ جو کوئی مسافر [illegible] اس کو اپنا [illegible] اتارنا پڑے۔ وہ [illegible] سے زیادہ زور آور ہو گا۔ تب ہوا نے اپنا سارا زور استعمال کیا اور [illegible] چلی لیکن جب [illegible] ہوا تیز ہوتی گئی۔ توں توں وہ آدمی اپنا [illegible] اپنے بدن کے ساتھ [illegible] ہوا نے کوشش کی کہ [illegible] آدمی کو تکلیف دے۔ لیکن [illegible] میں وہ [illegible] اب سورج کی [illegible] آئی۔ وہ بادلوں کے پیچھے [illegible] آدمی کی [illegible] دیکھ رہا تھا۔ اور اب آہستہ سے [illegible] مسافر پر [illegible] تیز ہو گیا [illegible] سورج کی [illegible] ڈال لیا۔ سورج نے نرم [illegible] اس کہانی کا [illegible] کیا مطلب ہے [illegible] خیال میں محبت، نرمی اور مہربانی [illegible] اور ظلم اور سختی [illegible] محبت جیت جاتی [illegible] محبت [illegible] ایسے انسان [illegible] محبت کے [illegible] کچھ نہیں [illegible] سختی [illegible] محبت ہی [illegible] ایک [illegible] قصہ [illegible] محبت میں کتنی طاقت ہے [illegible] سکول [illegible] ایک [illegible] شریر [illegible] تکلیف [illegible] سب قسم کی [illegible] لیکن کچھ اثر نہیں ہوتا تھا۔ آخر کار [illegible] صاحب کی [illegible] ساتھ [illegible] ہوتی تھی [illegible] وقت [illegible] کوشش [illegible] یاد [illegible]

سے معلوم ہوتا کہ لڑکے کے ایسے چال چلن سے اُس کو سخت رنج ملتا ہے۔ ایک تو اُس کو یہ ہوتا کہ اور دنوں سے زیادہ دق کرتا تھا۔ لڑکے بہت گلا دے۔ استاد صاحب بہت ... اور دوسرے لڑکوں کو ہنسانا۔ استاد تھوڑی دیر تک دیکھتے دیکھتے چپ ہو گئی اور اپنا سر میز پر رکھ کر رونے لگا۔ سب لڑکوں کے منہ پر سے ہنسی اُڑ گئی۔ تھوڑی دیر بعد استاد نے چھٹی کا اشارہ دیا۔ سب لڑکوں کو رخصت دے دی۔ سب تو چلے گئے۔ لیکن یہی لڑکا استاد کی کرسی کے پیچھے کھڑا رہا۔ اور جب استاد نے محبت سے پوچھا کہ کیا چاہئے۔ تو رو کے کہنے لگا۔ کہ میں بڑا افسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کو دق کیا۔ تب استاد نے مہربانی کا ہاتھ اُس کے سر پر رکھا۔ اور بڑی محبت سے اُس کو سمجھایا۔ کہ ایسی باتوں سے مسیح کو بہت چوٹ لگتی ہے۔ ہم اپنی طاقت میں کچھ نہیں کر سکتے لیکن مسیح ہم کو زور بخشتا ہے۔ اگر ہم یہ سوال اپنے آپ سے کریں کہ مسیح کیا چاہتا ہے کہ ہم کریں؟ تو ہم کو محبت کے کام میں لگے۔ اور لڑکیں بات کو یاد رکھو۔ اور اگر غصہ سے جواب دینے کو جی کرتا ہو۔ تو خیال کرو کہ نرم جواب غصہ کو دفع کرتا ہے۔ ہمیشہ معلوم ہوگا جب دوسرا شخص سے بد مزاجی ہو تو نرم طرح جواب دینا بہت مشکل ہے۔ لیکن مسیح سے مدد مانگو۔ اور وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور سختی کے خیال کو بھی تمہارے دل سے نکال دے گا۔ ہمارا نجات دینے والا دشمن کے ساتھ محبت سے پیش آتا تھا۔ اور اُس کی وہ نرمی اور محبت جو اُس نے صلیب پر دکھائی۔ ایسی پیاری تھی کہ اُس نے چوروں کے دلوں کو بھی ہلا دیا۔ اور یسوع کو ... کچھ معافی کے ... اور معافی دی۔ ہم لڑکے اور لڑکیو خداوند مسیح کی طرح لوگوں کو محبت کرو اور محبت کی چال چلو۔ مسیح کا پھل محبت ہے +

جنوبی ہند میں ایک پادری ایک چھوٹے سکول کو میں جس کا دروازہ کھلا تھا۔ گیا۔ اور دیکھا کہ دو چھوٹی لڑکیاں جس میں ایک لڑکا بائبل یوحنا کا مقرری حصہ پڑھ رہا تھا۔ اور تیسری لڑکی نے بہت یاد کر رہے تھے۔ ہم میں سے کتنے اپنی آیت کو روز یاد کرتے ہیں +

جنرل ایک صاحب بہادر کی یادگاری کا انعام

نئے اور پرانے عہد نامہ کی واقفیت کی بابت

مضامین امتحان بابت ۱۸۹۷ء

درجہ اعلیٰ مسیحی طلبا
- (۱) ہدایت نامہ کی کتاب
- (۲) مقدس لوقا کی انجیل / اور رسولوں کے اعمال
- (۳) نئے اور پرانے عہد نامہ سے عام سوالات

درجہ ادنیٰ مسیحی طلبا
- (۱) پیدایش ۔ باب ... آیت سے ... تک / تمام ... کرنے ... سے ... تک
- (۲) مقدس لوقا کی انجیل

درجہ اعلیٰ غیر مسیحی طلبا
- (۱) سموئیل کی پہلی اور دوسری کتاب
- (۲) مقدس یوحنا کی انجیل / مقدس یوحنا کا پہلا خط

درجہ ادنیٰ غیر مسیحی طلبا
- (۱) ساؤل بادشاہ کی سوانح عمری
- (۲) مقدس مرقس کی انجیل / مقدس مرقس کے ... باب ... کرنے

امتحان مذکورہ بالا ... جولائی ۱۸۹۷ء میں ہوگا۔ طلباء کے نام کی فہرست اور وہ امتحان جن میں کہ طلبا کا امتحان ہوگا۔ یکم جون ۱۸۹۷ء تک یا اس سے پہلے صاحب سکرٹری بورڈ آف اگزامنرز (مقام ملتان) کے پاس روانہ کی جانے + مفصل حالات ذیل کے پتے پر لکھنے سے معلوم ہو سکتے ہیں +

المشتہر

ایڈمنڈ ایف۔ ای۔ وگرم سکرٹری بورڈ آف اگزامنرز سینٹ جانز کالج آگرہ

مظلوم آرمینیوں کے چندہ کی فہرست

ایک دیسی مسیحی از جھنگ۔	؏
بقیہ معرفت ... ربی سالومن ... سکول ... مشنری گھرانا۔ جماعت مسیحی جماعت سکول کے طالب علم۔	
... مس ... مسیحیان۔ وچند غیر مسیحی صاحبان۔	۳۰
سینٹ ... چرچ۔ سکھر۔	
... سکول سیالکوٹ کی ... اور ... سیالکوٹ کی جوڑی ...	
مسز شاہ صاحبہ۔	
پادری ...	
بابا ...	

ضرورت ضرور ضرورت

... مشن ہائی سکول ... ایک ... مسیحی ... کی ضرورت ہے۔ انگریزی ... میں بھی ... تنخواہ ... ماہوار ... ہوگی۔ ... مسیحی کو ترجیح دی جائیگی۔ درخواست پاس ... مشن ... کے پاس اور درخواست ... بھیجنی چاہئے +

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالیانہ ... پیشگی ہے۔ | ؏

قیمت بیرونجات سے مع محصول ڈاک | ؏

قیمت ... سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر ... ایک شخص کے نام سات کاپی کے دام وصول ہونے پر ایک کاپی مفت دیجاویگی۔ ہر حالت میں قیمت پیشگی لی جائیگی +

... صاحب۔ ... مشن ... اخبار نور افشاں ... لدھیانہ میں ... کے اہتمام سے چھپا +